روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 4/اکتوبر 2010ء 24 شوال 1431 ہجری 4 اخاء 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 204

میرا خاوند محمد ﷺ ہے

حضرت صفیہؓ کو ایک دفعہ کسی اور زوجہ رسول ﷺ نے کہا کہ تم تو یہودی کی بیٹی ہو اور ہم خاندان نبویؐ سے ہیں۔ان کو سخت صدمہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ میرا خاوند محمد ﷺ ہے۔میرا باپ ہارون اور میرا چچا موسیٰ ہے۔

(جامع ترمذی کتاب المناقب باب فضل ازواج النبی حدیث نمبر 3827)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعود میں ایک واقعہ لکھا ہے۔جس سے حضور کے انداز تربیت پر روشنی پڑتی ہے۔فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور کے گھر میں کچھ دن کہانیاں کہنے اور سننے کا شوق ہو گیا اور رات گئے تک سادہ اور معصوم کہانیاں اور قصے اس طرح سنائے جاتے کہ گویا بڑے کام کی باتیں ہو رہی ہیں۔حضور نے محسوس کیا۔سختی کرنے یا کسی تندخو مصلح کی طرح کارروائی کرنے کے بجائے منہ سے کسی کو کچھ نہ کہا۔ایک رات سب کو جمع کیا اور کہا آؤ آج تمہیں کہانی سناتے ہیں اور ایسی خدالگتی اور کام کی باتیں سنائیں کہ گھر میں رہنے والی عورتیں گویا سوتے سے جاگ اٹھیں۔سب نے توبہ کی اور اس کے بعد وہ سب کہانیاں خواب وخیال ہو گئیں۔

(سیرت مسیح موعود صفحہ 33-34 مولفہ مولوی عبد الکریم سیالکوٹی)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت اماں جان کے ساتھ حضور کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتی ہیں:

''حضرت اماں جان کی بے حد قدر وقیمت آپ کی نظر میں تھی اور بہت زیادہ دلداری، بہت خیال حضرت اماں جان کا رکھتے تھے۔اس کا نقش میرے دل پر اب تک ہے مگر ایک بار میں نے دیکھا کہ جب آپ نے ضروری سمجھا تو حضرت اماں جان کی بھی تربیت فرمائی۔ایک واقعہ عرض ہے بس یہی ایک بات دیکھی اور کبھی نہیں اور خود حضرت اماں جان بھی تو ایک احسن نمونہ تھیں ضرورت بھی پیش نہیں آئی کبھی بھی۔صاف نظارہ یاد ہے نیچے کے کمرے کے سامنے کے سہ درے میں نانی اماں بیٹھی تھیں۔کسی خادمہ نے ان کا کہنا نہ مانا اور کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے غلط فہمی پیدا ہوکر نانی اماں حضرت اماں جان سے ناراض ہو گئی تھیں۔اس وقت مجھے یاد ہے کہ حضرت نانی اماں غصہ میں کہہ رہی تھیں کہ 'لڑکی' (حضرت اماں جان کو نانی اماں لڑکی کہہ کر مخاطب کرتی تھیں) آخر میری بیٹی ہی تو ہے۔ہاں! میرے حضرت میرے سر کا تاج ہیں بیشک۔وغیرہ وغیرہ۔

''اتنے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود حضرت اماں جان کو اپنے آگے آگے لئے چلے آرہے ہیں اس طرح کہ حضرت اماں جان کے دونوں شانوں پر آپ کے دست مبارک ہیں اور حضرت اماں جان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی ہیں۔آپ خاموشی سے اسی طرح حضرت اماں جان کو لے کر آگے بڑھے اور اسی طرح حضرت اماں جان کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نانی اماں کے قدموں پر آپ کا سر جھکا دیا۔پھر نانی اماں نے حضرت اماں جان کو اپنے ہاتھوں پر سنبھال کر شاید گلے بھی لگایا تھا اور آپ واپس تشریف لے گئے۔کچھ سوچیں اس زمانہ کی اولادیں۔اکثریت وہ ہوگی جن کو ماؤں کی قدر نہیں۔

احمدی بچیو! اور بہنو! یہ نقشہ جو میں نے دیکھا اور یاد رہا اس کو ذرا اپنی چشم تصور میں لاؤ کہ وہ شاہ دین اپنی خدا تعالیٰ کی جانب سے ......لقب پائے ہوئے بیوی اماں جان کو جس کی خاطر آپ کو مطلوب تھی اور جس کی عزت بہت زیادہ آپ کے دل میں تھی اس کی والدہ کی معمولی ناراضگی سن کر برداشت نہ فرما سکا اور خود لا کر اس کی ماں کے قدموں میں جھکا دیا۔گویا یہ سمجھایا کہ تمہارا رتبہ بڑا ہے مگر یہ ماں ہے۔تمہارے لئے بھی اس کے قدموں تلے جنت ہے''۔

(تحریرات مبارکہ صفحہ 230,229)

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ ''مریم شادی فنڈ'' ہے۔

مورخہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

''اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔''

(الفضل 6 مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہو سکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔جزاکم اللہ

(ناظر اعلیٰ)

الفضل کی قدروقیمت کا اندازہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

''آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپیہ ہوگی۔لیکن کوتاہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشیدہ ہے۔''

(الفضل 28/مارچ 1946ء)

(مینیجر روزنامہ الفضل)

سانحہ لاہور میں جان قربان کرنے والوں کے ورثاء کے ساتھ

جماعت احمدیہ ماریشس اور برکینا فاسو کے وفود کی ملاقاتیں اور تاثرات

رپورٹ: مکرم فخر الحق شمس صاحب۔ نائب ایڈیٹر روزنامہ الفضل

سانحہ لاہور کی جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بہت اہمیت ہے اس کی برکات اور بہت دوررس نتائج حاصل ہونے شروع ہو گئے ہیں اور آنے والے وقت میں بڑی شان سے ہوتے چلے جائیں گے۔ اس موقع پر احباب جماعت کی صبر ورضا اور ہمت وحوصلہ کا اجر اللہ تعالیٰ کئی گنا زیادہ کر کے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے گا۔ جس طرح شہداء کے لواحقین، احباب جماعت پاکستان اور جماعت احمدیہ عالمگیر نے اس صدمہ کو برداشت کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ احمدی دنیا کے دور دراز کے کونے میں موجود ہو یا پاکستان میں، کسی بھی رنگ، نسل، زبان، کلچر، معاشرے اور علاقے سے تعلق رکھتا ہو اس کے جسم کے اندر دھڑکنے والا دل خلافت احمدیہ کی برکات کے تحت ایک ساتھ دھڑکتا ہے۔ اس بات کا اندازہ ہمیں اس سانحہ کے موقع پر پاکستان تشریف لانے والے غیر ملکی وفود اور معزز مہمانان کی آمد اور ان کے قیمتی تاثرات حاصل کر کے ہوا۔ پچھلے دنوں ماریشس اور برکینا فاسو کے وفود ان شہداء کے لواحقین سے ملنے، ان کا دکھ بانٹنے اور یکجہتی و اخوت کا اظہار کرنے کے لئے لاہور تشریف لائے۔ 17 ستمبر 2010ء کو محترم عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر الفضل، مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب سابق مربی سلسلہ برکینا فاسو اور خاکسار ان کو ملنے کے لئے لاہور گئے، ان وفود سے جو بات چیت ہوئی خلاصۃً قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

مکرم ومحترم محمد امین جواہر صاحب امیر جماعت احمدیہ ماریشس اور مکرم و محترم مختار دین Aujoo صاحب صدر مجلس انصاراللہ ماریشس پر مشتمل وفد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری کے بعد مورخہ 13 ستمبر 2010ء کو صبح 2 بجے لاہور پہنچا۔ ان کے قیام کا انتظام گیسٹ ہاؤس دارالذکر میں کیا گیا۔ کچھ آرام کے بعد صبح 9 بجے ان کی ملاقات مکرم ومحترم ملک طاہر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع لاہور کے ساتھ ہوئی اور لاہور میں مقیم شہداء کی 71 فیملیز کے ورثاء کے ساتھ ملاقات کا پروگرام بنایا گیا۔

مورخہ 17 ستمبر 2010ء کو رات آٹھ بجے لاہور کے ایک خوبصورت چائنیز ریسٹورنٹ میں مکرم منیر مسعود صاحب ناظم مجلس انصاراللہ ضلع لاہور کی طرف سے ان غیر ملکی وفود کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا۔ جس میں ان وفود کے چار اراکین، محترم ملک طاہر احمد صاحب امیر ضلع لاہور اور ان کے نائبین اور روزنامہ الفضل کا وفد شامل ہوا۔ اس موقع پر ابتدائی تعارف اور بعض اہم امور پر بات چیت ہوئی۔ اس کے بعد ان کی قیام گاہ دارالذکر میں تفصیلی ملاقات کی گئی۔ اگلے روز مکرم امیر صاحب سے تفصیلی ملاقات کر کے معلومات حاصل کی گئیں۔

امیر ماریشس مکرم محمد امین جواہر صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا۔ میں شہداء کے خاندانوں کے ہر گھر میں گیا ہوں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ سب بہت ہمت والے اور حوصلہ میں ہیں۔ ان کے لب پر کوئی شکایت نہیں تھی۔ شہادت کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے چنا وہ بہت بہترین انتخاب ہے۔ شہداء کے سب ورثاء کو اپنی جان سے پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی فکر تھی کہ حضور کو کوئی پریشانی نہ ہو، ہماری طرف سے کوئی صدمہ نہ ہو۔ شہادت کے موقع پر اور پھر عیدالفطر کے دن حضور انور کے بنفس نفیس ٹیلی فون کرنے پر سب بہت خوش اور مطمئن ہیں۔ حضور انور نے عید کے دن سب ورثاء کے گھر خود فون فرمایا، ان کی ڈھارس بندھائی اور ان کو اس موقع پر اکیلا محسوس نہیں ہونے دیا۔ محترم امیر صاحب ماریشس نے کہا کہ ہر شخص زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا کہ حضور انور کو بتائیں کہ ہماری فکر نہ کریں اگر ہماری باری بھی آ گئی تو ہم حاضر ہیں۔ سب نے ہمارا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ دکھ میں شریک ہونے سے خاص طور پر غیر ممالک سے آنے والے مختلف رنگ و نسل کے احباب کے آنے سے ان کی تکلیف آدھی ہو جاتی ہے۔ ماریشس کے وفد نے شہداء کے بچوں میں تحائف اور چاکلیٹس بھی تقسیم کیں۔ محترم امیر صاحب نے بتایا کہ 1915ء میں تعینات ہونے والے ماریشس کے پہلے مربی سلسلہ حضرت صوفی غلام محمد صاحب کی پوتی کے خاوند مکرم انصار الحق صاحب شہید کے گھر میں بھی گئے اور تعزیت کی۔

محترم امیر صاحب ماریشس نے بتایا کہ ان کے ہاں ماریشس میں روزنامہ الفضل باقاعدگی سے بذریعہ ڈاک آتا ہے اور انٹرنیٹ پر بھی آسانی سے دستیاب ہے۔ سانحہ لاہور کی رپورٹس انہوں نے انٹرنیٹ کے ذریعہ فوری طور پر حاصل کیں اور احباب تک پہنچائیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے اعلیٰ انتظامات کرنے پر وفد نے تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

برکینا فاسو کا وفد جو مکرم و محترم محمد کلیتی صاحب جنرل سیکرٹری برکینا فاسو اور مکرم عبدالرحمن جالو صاحب سیکرٹری امور خارجہ برکینا فاسو پر مشتمل تھا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری کے بعد مورخہ 16 ستمبر 2010ء کو لاہور پہنچا۔

انہوں نے سانحہ لاہور کے بارے میں اپنے تاثرات یوں بیان کئے۔ جب یہ افسوسناک اور اندوہناک خبر ہمارے پاس پہنچی تو یہ ہمارے لئے کسی بڑے حادثے سے کم نہ تھی۔ جس نے ہمارے دلوں کو چھلنی کر دیا۔ ہمیں محسوس ہوا کہ پاکستان میں ہمارے سگے بھائی ہیں جن پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ ایسا لگا ہمارے باپ اور بھائی اس سانحہ میں شہید ہوئے ہیں انہوں نے کہا وہاں پر پاکستانی مربیان سلسلہ خدمات دینیہ بجا لا رہے ہیں، ہم اکٹھے بھائیوں کی طرح کام کرتے ہیں جو خیالات اور محسوسات اس حادثہ کے موقع پر ان کے تھے وہی ہمارے بھی تھے۔ احمدی معاشرہ کی باہمی اخوت سے بڑھ کر مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ ہم ایک درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں اگر کوئی درخت کو پکڑ کر ہلائے اور جھنجھوڑے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی شاخ حرکت نہ کرے اور اس کا اثر اس پر نہ ہو۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم وہاں دوسرے ملک میں بیٹھے اس اثر اور تکلیف کو محسوس نہ کر سکیں۔

انہوں نے بتایا 28 مئی سے اگلے جمعہ کے دن جب جماعت احمدیہ برکینا فاسو کو یہ اندوہناک اور دکھ بھری خبر سنائی گئی تو بیت الذکر میں موجود تمام نمازیوں نے جس طرح کرب اور تکلیف کا اظہار کیا وہ ہم بیان نہیں کر سکتے۔ انہیں بالکل اسی طرح لگا کہ ان کے قریبی خاندان کے افراد راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے ہیں۔ اب تک ہر ایک کی زبان پر یہی سوال ہے کہ ہم کس طرح اس سانحہ میں شہید ہونے والے خوش قسمت احباب کے ورثاء کے لئے خدمت کر سکتے ہیں؟ اور ان کے دکھ درد کو کم کر سکتے ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ ہمیں بالکل یہ خیال نہ تھا کہ ہم پاکستان پہنچ کر ان خاندانوں سے مل بھی سکیں گے کیونکہ ویزہ کا حصول اور دوسری مشکلات ہمارے پاکستان آنے میں حائل تھیں۔ نیشنل مجلس عاملہ سے مشورے کے بعد محترم امیر صاحب برکینا فاسو نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اس وفد کے پاکستان آنے کی منظوری حاصل کی اور پھر جس آسانی اور آرام وسکون سے ہم ہزاروں میل کا سفر طے کر کے لاہور پہنچے ہم بتا نہیں سکتے اور خود بھی حیران ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے جو معجزہ کے رنگ میں ہم کو ملا۔

وفد کے ایک رکن نے کہا جب سے یہ سانحہ ہوا ہے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی احباب کی سوچ کا انداز بدل گیا ہے۔ وہ جماعت کے زیادہ قریب آ گئے ہیں اور قربانیوں کے جذبے بہت پروان چڑھے ہیں۔ خود میرا یہ حال ہے کہ میں نے اس کے بعد سے کوئی جمعہ نہیں چھوڑا اور ایم ٹی اے کے تمام پروگرامز بہت باقاعدگی سے دیکھتا ہوں۔ پاکستان کے احباب جماعت کے ساتھ ہم اس دکھ اور کرب کے موقع پر پورے طور پر شامل ہیں اور ہم خلافت سلسلہ اور جماعت احمدیہ کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

حضور انور نے اپنے خطبات جمعہ میں جو شہداء اور ان کے خاندانوں کے صبر وتحمل کا احوال بیان فرمایا ہے یہاں آ کے بالکل ویسے ہی دیکھنے کو ملا اور خدا کے حضور وہی التجائیں کرنے والا سو فیصد ردعمل اور صبر کے انداز ہمیں نظر آئے۔ دکھ اور تکلیف کے باوجود ان کی برداشت اور حوصلہ دیکھنے والا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے محسوس کیا ہے کہ ہمارا رنگ اور زبان مختلف ہیں لیکن یہ بھی دیکھا کہ ایمان کی دولت، محبت، یگانگت اور بھائی چارہ ایک جیسے ہیں اور مزید بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ دیگر ماحول میں اگر نظر دوڑائیں تو ہمیں دنیاوی راہنما اپنے ووٹرز کے لئے اور اپنے حلقہ انتخاب میں سطحی اور سیاسی تعلق کی بنا پر کام کراتے ہیں لیکن ہماری جماعت کا خدا کے فضل سے ایسا خلیفہ اور روحانی راہنما ہے جو دلی وابستگی کے ساتھ ہمارے لئے دعائیں کرتا اور خیال رکھتا ہے اور احباب جماعت بھی اسی طرح اس سے محبت اور وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ برکینا فاسو میں ہمارے ساتھ جن لوگوں نے تعزیت کی اور ان میں زیادہ تر عیسائی تھے، انہوں نے برملا کہا کہ آپ لوگ واقعۃً سچے ہیں کیونکہ اس دنیا میں جو اپنا خون بہانے کو اعزاز سمجھتے ہیں ان سے بڑھ کر اور کون اپنے ایمان میں سچا ہو سکتا ہے۔ اس وفد نے امیر صاحب برکینا فاسو اور احباب جماعت برکینا فاسو کی طرف سے پاکستان میں استقبال اور بہترین سلوک ہونے پر شکریہ ادا کیا۔

ان دونوں ممالک کے وفود نے لاہور میں رہائش پذیر 71 اور ربوہ کے 11 شہداء کے خاندانوں کے گھروں کا دورہ کیا۔ ان کے ساتھ مکرم حامد مقصود عاطف صاحب مربی سلسلہ برکینا فاسو نے ترجمان کے فرائض سرانجام دیئے۔

محترم ملک طاہر احمد صاحب امیر ضلع لاہور نے ایک ملاقات میں بتایا کہ شہداء کے ورثاء کا ہر ممکن خیال رکھا جا رہا ہے۔ احباب جماعت اور خواتین کی ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں کہ وہ شہداء کی مختلف فیملیوں، مستورات اور بچوں کا ہر طرح خیال رکھیں۔ عیدالفطر کے موقع پر تحائف اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عیدی پہنچائی گئی۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ لاہور کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہمارے وفد نے دارالذکر اور بیت النور ماڈل ٹاؤن کا بھی وزٹ کیا اور ان میں ڈیوٹی پر مقرر خدام سے بھی ملاقات کی اور ان کی جواں ہمتوں اور تابندہ عزم کو بھی دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انہیں ہمیشہ سلامت رکھے۔

میرے والد محترم جن پر مجھے فخر ہے

شہید وفا چوہدری اعجاز نصراللہ خان صاحب

مکرم زکریا نصراللہ خان صاحب

28 مئی 2010ء کا دن طلوع ہوا تو فضا اپنے اندر لالی سمیٹے ہوئے تھی۔ آندھی کی صورت میں ہوا کے تیز وتند تھپیڑے اس میں اضافہ کر رہے تھے۔ جماعت احمدیہ لاہور کی دو بیوت، بیت الذکر گڑھی شاہو اور بیت النور ماڈل ٹاؤن میں ہزاروں احمدی اپنے رب کے حضور جمعۃ المبارک کی نماز کی ادائیگی کی غرض سے پہنچ چکے تھے اور بہت سے ابھی راستہ میں تھے کہ امتحان کی گھڑی آن پہنچی۔

ڈیڑھ بجے دوپہر کو ان دونوں بیوت میں ابھی خطبہ جمعہ شروع ہوا ہی تھا کہ سفاک دشمن نے ان دونوں بیوت پر گولیوں اور گرنیڈوں سے لیس ہو کر حملہ کر دیا۔ دشمن سمجھتا تھا کہ شاید ایسا کرنے سے وہ اس خدائی جماعت کے حوصلے، جذبہ ایمانی اور ثابت قدمی کو گہری ضرب پہنچانے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اسے کیا معلوم کہ اس کی گولیاں اور گرنیڈ اس جذبہ ایمانی کے مقابل پر بالکل ہیچ ہیں جو ان معصوم احمدیوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود کی سچائی کا کھلا کھلا ثبوت تھا۔ کہاں وہ چیخ و پکار جو ایسے مواقع پر دیکھنے میں آتی ہے۔ صبر و وفا کے یہ پُروقار نمونے بالکل خاموشی سے ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔ ان پُرنور وجودوں نے اپنے کئے ہوئے عہدوں کو کلیتاً اس شان سے نبھا ڈالا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی ان کی شجاعت و بہادری، قربانی، وفائے عہد، راستبازی اور تقویٰ شعاری کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ لازوال قربانی پیش کرنے والے یہ پُرعزم وجود حضرت مسیح موعود کے بیان فرمودہ اس شعر کی عملی تصویر بن گئے کہ:

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

وفائے عہد کے ان 86 پیکروں میں ایک میرے والد محترم چوہدری اعجاز نصراللہ خان صاحب بھی تھے۔ آپ کی شہادت دارالذکر گڑھی شاہو کے محراب میں ہوئی اور اپنے ساتھی شہدا کے ہمراہ آپ اس عارضی و فانی دنیا سے کوچ کر کے شہدا کی دائمی زندگی کے وارث ٹھہرے۔ عمر بوقت شہادت 83 برس تھی۔

آپ نے 6/ اکتوبر 1927ء کو سابق امیر جماعت لاہور حضرت چوہدری محمد اسداللہ خان صاحب کے ہاں آنکھ کھولی۔ آپ حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود و اول ناظر اعلیٰ جماعت احمدیہ کے پوتے اور حضرت چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کے بھتیجے تھے۔ آپ چوہدری حمید نصراللہ خان صاحب (سابق امیر جماعت لاہور) کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ کی پیدائش اپنے ننھیال کے گاؤں داتا زید کا ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔

آپ کی پرورش آپ کی دادی حضرت حسین بی بی صاحبہ جن کے بارے میں کتاب میری والدہ لکھی گئی ہے کی نگرانی میں ہوئی۔ آپ اپنی دادی کے انتہائی لاڈلے تھے اور دس گیارہ سال کی عمر تک انہی کی آغوش میں پرورش پاتے رہے۔ فرمایا کرتے تھے حضرت دادی جان کو مجھ سے بہت پیار تھا اور کھانے کی میز پر حضرت دادی جان کی ایک جانب تایا جان حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی کرسی ہوتی اور دوسری جانب میرے لئے ایک اونچی کرسی بنوا کر رکھوائی گئی تھی۔

آپ کی ابتدائی تعلیم قادیان کی تھی جہاں سے آپ نے میٹرک کیا۔ اس کے بعد انٹر اور گریجوایشن گورنمنٹ کالج لاہور سے کیا۔ بعد ازاں آپ نے وکالت کی تعلیم حاصل کی اور خاندانی پیشہ کو جاری رکھا۔ اعلیٰ تعلیم کی غرض سے لندن تشریف لے گئے اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہاں بھی اعلیٰ کامیابیاں حاصل کیں اور بیرسٹری کی ڈگری پاس کی۔

خاندان میں ننھیال و ددھیال دونوں اطراف سے احمدیت کی گہری اور اٹوٹ جڑیں ہونے کی وجہ سے آپ نے جس ماحول میں پرورش پائی اس وجہ سے شروع ہی سے سلسلہ کی خدمت اور فدائیت کا جذبہ آپ کے تن من میں مکمل طور پر سرائیت کر گیا تھا۔ آپ کو چار خلفاء سلسلہ کے ساتھ بڑی قربت سے کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ نے حضرت مصلح موعود کی براہ راست شاگردی میں آنے کی سعادت حاصل کی۔ قرآن کریم اور اس کی تفسیر کی تعلیم آپ نے حضرت مصلح موعود سے حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ جماعت کے دیگر جید علماء سے بھی تعلیم حاصل کرنے کا موقع خاطر خواہ آپ کو ملتا رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی بابرکت رفاقت میں آپ کو روزانہ گھنٹوں وقت گزارنے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ حضور آپ کو خاندان کے فرد کی طرح پیار فرماتے تھے۔

آپ جماعتی خدمات کئی انداز سے بجا لاتے رہے۔ آپ حضرت مصلح موعود کے ان رفقاء میں شامل تھے جو ربوہ کے لئے زمین ڈھونڈنے میں حضور کے ساتھ شامل رہے۔ ربوہ کی بنیاد رکھے جانے کے بعد آپ حضور کے حکم پر ربوہ کی آبادکاری کے لئے مختلف فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس دوران آپ کو کئی ایسے نظارے دیکھنے کو ملے جن کو یاد کر کے آپ فرمایا کرتے تھے کہ کیسا ہی بدبخت ہوگا وہ شخص جو حضرت مصلح موعود کی قبولیت دعا اور آپ کے وجود سے حاصل ہونے والی ایسی شاندار برکات کے نظارے دیکھے اور پھر بھی یہ نہ جان سکے کہ کون سچا ہے۔

ربوہ میں پانی کی دریافت کا واقعہ آپ کی آنکھوں کے سامنے رونما ہوا تھا۔ آپ حضرت مصلح موعود کے پہلو میں کھڑے تھے جب حضرت مصلح موعود نے مستری کو اپنی چھڑی سے ایک نشان لگا کر حکم فرمایا تھا کہ یہاں کھدائی کرو اور پھر وہاں سے ہی پانی دریافت ہوا۔ آپ نائب ناظر امور عامہ، نائب امیر جماعت اسلام آباد، امیر اسلام آباد، ممبر فقہ کمیٹی، نائب امیر ضلع لاہور اور ممبر قضاء بورڈ کے عہدوں پر فائز رہے۔ آپ خلافت سلسلہ پر جان چھڑکتے تھے اور خاکسار سمیت ہر کسی کو یہ ہدایت و نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ جو مرضی ہو جائے چاہے جان کو خطرہ ہو یا مال کو، عزت کا خطرہ ہو یا وقت کا، غرضیکہ کسی قسم کی مجبوری یا خطرہ ہی کیوں نہ ہو، خلافت کا حکم ماننے اور اس کے ساتھ مظبوطی سے منسلک رہنے میں ہی بھلائی ہے اس لئے ہر قسم کی فکر کو بالائے طاق رکھ کر خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو تو دیکھنا خداتعالیٰ کیسے ان دیکھے ذرائع سے مدد فرماتا چلا جائے گا۔ بے شک آپ خود خلافت سلسلہ کی ایسی ہی غلامی کا حق ادا کرنے کی عملی تصویر تھے۔

آپ انتہائی نڈر اور دعوت الی اللہ کے معاملہ میں جوشیلے احمدی تھے۔ مشکل سے مشکل گھڑی میں بھی آپ نے اپنا احمدی ہونا کبھی نہیں چھپایا تھا بلکہ ایسے مواقع پر اپنے احمدی ہونے کا اعلان بڑے فخر سے کیا کرتے تھے۔ انتہائی مخالفت کے باوجود اپنے دفتر میں بڑے زور وشور سے دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کوئی اور کام نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو جماعتی کاموں کے لئے وقف کر دیا۔ انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ نمازیں ادا کیا کرتے تھے بلکہ خاکسار نے تو متواتر یہ دیکھا کہ نماز اتنی لمبی ادا کرتے تھے کہ اکثر ایک نماز کے اختتام پر وہیں تشریف رکھتے کیونکہ اگلی نماز کا وقت آن پہنچتا تھا۔ جو کوئی ایک بار بھی کہہ دیتا تو اس کا نام لے کر نماز میں دعا کرنا ان کا معمول تھا۔ وقت کی پابندی کا بے حد خیال رکھتے۔

خاکسار کو ہمیشہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے بزرگوں کی نشانی تھی کہ وہ وقت کی بے انتہا پابندی فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے ہم پر بھی یہ فرض ہے کہ اس عادت کو اپنایا جائے اور وقت کی اہمیت کو سمجھ کر اس کی پابندی کی عادت ڈالی جائے۔ ہمیشہ راضی بہ رضائے الٰہی رہتے تھے۔ کبھی مایوسی کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ خداتعالیٰ جو بھی کرتا ہے ہماری بہتری کے لئے ہی کرتا ہے اس لئے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ خداتعالیٰ کی رضا پر خوشی سے سر تسلیم خم کرنا چاہئے۔ خاکسار نے جب سے ہوش سنبھالی ہے ہمیشہ والد صاحب شہید کو تہجد کا اہتمام کرتے ہی دیکھا ہے۔ قرآن کریم سے والہانہ عشق رکھتے تھے۔ خاکسار نے صحت و بیماری دونوں میں ان کا یہ معمول دیکھا ہے کہ روز تہجد کے لئے اٹھتے۔ تہجد سے فارغ ہو کر نماز فجر ادا کرتے اور پھر گھنٹہ گھنٹہ بیٹھ کر بلاناغہ قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ان سب عادات کے ساتھ ساتھ چندہ کی بروقت اور باقاعدہ ادائیگی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے چندہ کی ادائیگی میں تھوڑی سی بھی تاخیر ہو جاتی تو آپ کی طبیعت میں بے چینی حد درجہ بڑھ جاتی اور فکر اس وقت تک کرتے رہتے جب تک چندہ ادا نہ کر لیتے۔ خداتعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور شدید خواہش رکھتے تھے کہ خداتعالیٰ ان کی زندگی میں ہی ان کو وصیت کی ادائیگی کی توفیق عطا فرماوے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خداتعالیٰ نے ان کی یہ دعا اور خواہش قبول فرماتے ہوئے شہادت سے تین سال قبل ان کو یہ سعادت بھی عطا فرما دی اور آپ نے اپنے ذمہ واجب الادا وصیت کی رقم ادا کر دی اور اس طرح خوشی کا اظہار فرمایا جیسے شاید ایک ماں اپنے شدید بیمار بچہ کی اچانک صحت یابی کے بعد خوشی کا اظہار کرتی ہوگی۔ آپ کی زندگی بے شمار ایمان افروز واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یہاں پر خاکسار ایک دو ہی لکھنے پر اکتفا کرے گا۔

آپ مناپلی کنٹرول اتھارٹی کے رجسٹرار کے طور پر اسلام آباد میں تعینات تھے۔ ایک فائل کارروائی کے لئے آپ کے پاس آئی۔ فائل قانونی تقاضوں پر پورا نہ اتری تو آپ نے اسے Approve کرنے سے انکار کر دیا۔ ایسا کرنے پر وزیراعظم بھٹو بہت سیخ پا ہوا۔ اس نے اسی سلسلہ میں چوہدری ظفراللہ خان صاحب کے بارے میں بھی گستاخانہ کلمات کہے اور آپ کو ایک دھمکی آمیز نوٹ لکھا کہ جس کا متن یہ تھا کہ یا تو ہمارا یہ کام کر دو ورنہ تمہارے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ والد صاحب شہید نے معاملہ حسب عادت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور نے آپ کے ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ کیا چوہدری صاحب نے اپنا احمدی ہونا کبھی چھپایا ہے؟ جواباً ساتھیوں نے عرض کی کہ حضور چھپانا تو دور کی بات، چوہدری صاحب تو اعلان کرتے پھرتے ہیں اور منع کرنے کے باوجود تمام عملے کو دعوت الی اللہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ جواب سن کر حضور نے فرمایا ''اچھا! پھر بزدل ہے تو استعفیٰ دے دے۔'' جب یہ جواب والد صاحب شہید کو ملا تو وہ فرمانے لگے کہ ''اب تو ناممکن ہے کہ میں استعفیٰ دے دوں کیونکہ حضور کا ارشاد ہے اور میں بفضل خدا بزدل نہیں۔'' اس وقت خواجہ سرفراز احمد صاحب (خاکسار کے پھوپھا) مرحوم بھی آپ کے ساتھ موجود تھے چنانچہ ان کے مشورہ سے والد صاحب نے ایک خط بھٹو کو لکھا جس کے آخر میں یہ جملہ لکھا۔

"If i resign, it may seem that I have got something to hide and since that is not the case, I have

decided not to resign. you may go ahead and do what so ever you may like"

یہ جواب پڑھ کر بھٹو نے والد صاحب شہید کو بغیر کوئی وجہ ایک نوٹ کے ذریعہ نوکری سے برخواست کر دیا جس پر درج تھا۔

"Your services have been terminated with immidiate effect without assigning any reason.

والد صاحب شہید نے یہ جواب دعا کی درخواست کے ساتھ حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ کے ہمراہ سابق امیر جماعت اسلام آباد محترم چوہدری عبدالحق ورک صاحب بھی موجود تھے۔ اگلے روز فجر کے بعد محترم چوہدری عبدالحق ورک صاحب کی ملاقات آپ کے ساتھ دوران سیر ہوئی تو چوہدری صاحب نے فرمایا کہ رات کو میں آپ کے لئے دعا کر رہا تھا تو آواز آئی ''چھٹیاں مناؤ عیش کرو'' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مارشل لاء لگنے کے بعد ایک انکوائری کے نتیجہ میں آپ کے حق میں فیصلہ ہوا کہ آپ کو نوکری پر بحال کیا جاتا ہے اور دو سال کا درمیانی عرصہ چھٹی تصور کیا جائے گا۔

ایک اور واقعہ کچھ یوں ہے کہ آپ کے دفتر میں ایک شخص تھا جو سلسلہ کا انتہائی مخالف تھا۔ اس کی ترقی لمبے عرصہ سے رکی ہوئی تھی۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ نیا آنے والا افسر احمدی ہے تو اس کو اپنی ترقی کے رہے سہے آثار بھی ختم ہوتے نظر آئے۔ سو اس نے پہلے سے بھی زیادہ شدت سے مخالف شروع کر دی۔ والد صاحب اس کی اس مخالفت کے باوجود اس سے پیار کا سلوک فرماتے رہے اور جب ترقی کا معاملہ آپ کے ہاتھ میں آیا تو آپ نے اسی مخالف کو ترقی دلوائی۔ جب اس مخالف پر یہ حقیقت ظاہر ہوئی تو وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آپ کے دفتر میں حاضر ہوا اور روتے اور گڑگڑاتے ہوئے آپ سے اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کیا اور معافی مانگی اور پھر مخالفت ختم کر کے ایسا وفادار بنا کہ نوکری کے آخری دن تک اور اس کے بعد میں بھی آپ کے حسن سلوک اور حق شناسی کے گن گاتا رہا۔

آپ انتہائی صابر طبیعت کے مالک تھے۔ اپنی زندگی کے دوران آپ نے کئی اتار چڑھاؤ دیکھے لیکن کبھی اف کا کلمہ اپنے لبوں پر نہ آنے دیا۔ بلکہ ایک دلفریب مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجائے آپ ان امتحانوں سے نبرد آزما رہے اور اپنے مولیٰ کے حضور صرف دعاؤں سے ڈھال کا کام لیتے چلے گئے۔

خاکسار نے اپنی تمام عمر والد صاحب کو بے انتہا صبر اور شکر ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ کو جو بھی تکلیف ہوتی، چاہے جیسی ہی بیماری ہوئی۔ جتنا چاہے مرضی درد ہو آپ نے کبھی تکلیف کا اظہار نہ کیا۔ بس صرف خاموشی سے لیٹ جایا کرتے تھے اور کسی سے اپنی تکلیف کے بارے میں کچھ نہ فرماتے۔ صبر کا یہ عالم تھا کہ اگر کبھی وہ صرف اتنا کہہ دیتے کہ آج کچھ درد محسوس ہو رہا ہے یا آج کچھ بخار لگ رہا ہے تو خاکسار سمیت تمام گھر والے فوراً یہ سمجھ جاتے کہ تکلیف برداشت سے بڑھ چکی ہے اسی لئے آپ نے اظہار فرمایا ہے اور پھر ڈاکٹری معائنہ سے یہی بات ثابت ہوتی تھی۔ خاکسار کی والدہ اکثر والد صاحب کی اس بات پر اعتراض کیا کرتی تھیں کہ تکلیف کی صورت میں کم از کم گھر والوں کو تو بتا دیا کریں تا کہ بروقت سد باب کیا جا سکے۔ آپ صبر کئے رکھتے ہیں اور ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا۔ اس پر والد صاحب اکثر مسکرایا کرتے تھے اور صرف اتنا کہہ دیتے کہ جو برداشت ہو جائے وہ تکلیف نہیں ہوتی۔ اللہ کا مجھ پر ایسا فضل ہے کہ میں بغیر دوا لئے ہی ٹھیک ہو جاتا ہوں تو پھر ڈھنڈورا پیٹنے سے کیا فائدہ؟ والد صاحب نے اپنے دو بیٹے اور ایک بیٹی یعنی خاکسار کے بھائی ''اعتزاز نصر اللہ خان''، ''ذوالقرنین نصر اللہ خان'' اور بہن ''عطیہ اعجاز خان'' کو اس جہان فانی سے کوچ کرتے دیکھا اور پھر اپنے ہاتھوں سے ان کو لحد میں بھی اتارا لیکن ایک کلمہ بھی شکایت کا آپ کے حلق سے نہ نکلا۔ بس صبر صبر اور صرف صبر اگر آنسو گرتے تو صرف خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دوران دعا گرتے اور پھر اتنی کثرت سے گرتے کہ دیکھنے والا یا سننے والا پریشان ہو جاتا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ایسا صابر و شاکر انسان آخر کس اضطراب میں ہے کہ دوران دعا خشوع و خضوع کے اس عالم کو پہنچ گیا؟ جہاں ایک طرف محفل کی روح رواں بننا اور بے انتہا رونق افروز طبیعت کا مالک ہونا آپ کی شخصیت کا دلفریب حصہ تھا وہیں آپ کی جاذب شخصیت کے کئی معطر پہلوؤں میں سے ایک پہلو آپ کی خاموشی اور پردہ داری بھی تھا۔

آپ مالی قربانی اس طرح کرتے گویا ایک ہاتھ کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ دوسرا ہاتھ کیا کر رہا ہے۔ نہ جانے کتنے حقدار غرباء کا آپ نے اپنی طرف سے وظیفہ لگا رکھا تھا۔ آپ کی شہادت سے پہلے بھی مختلف ذرائع سے اور شہادت کے بعد تو بے شمار لوگوں کی طرف سے اس امر کا خاکسار کو علم ہوا کہ آپ صرف چندہ جات اور تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے پر ہی اکتفا نہیں کیے ہوئے تھے بلکہ اس قدر فراوانی، فراخ دلی اور محبت سے کھلا خرچ کیا کرتے تھے تا آپ کو مستحقین کی دعائیں ملتی رہیں اور آپ کا خالق آپ سے خوش ہو۔ یتامیٰ کی سرپرستی ہو یا مساکین کا جیب خرچ، غریب روزہ دار کے شب و روز کے خرچے ہوں یا مستحق مریضان کا علاج، تنگ دست گھرانوں کی بچیوں کی شادی کے اخراجات ہوں یا بے آمد طلباء کی پڑھائی کے اخراجات، غرضیکہ خاکسار کو ایسے کئی وظائف و اخراجات کا علم آپ کی شہادت کے بعد کثرت سے ہوتا چلا گیا کہ مجھ جیسا کمزور آپ کی فراخ دلی اور جذبہ خدمت کے قصے سن سن کر جہاں آپ کے اپنے والد ہونے پر فخر کرنے میں بڑھتا چلا گیا وہیں ہی عاجزی و انکساری کے ایک بہت اونچے اور بڑے پہاڑ تلے مزید دبتا چلا گیا۔ آپ نے جس خدمت کو انتہائی راز داری سے سالہا سال مسلسل اپنے حالات کی پرواہ کئے بغیر نبھایا وہ ایک طرف تو خاکسار کے لئے ایک روشن مشعل راہ ہے وہیں ایک امتحان بھی۔ خاندانی مرتبہ، مشہور شخصیت، خلفاء سے غیر معمولی قربت اور خاندان مسیح موعود سے گہرے مراسم ہونے کے باوجود آپ بے انتہا عاجز شخصیت کے مالک تھے۔ جہاں آپ ایک باوقار طبیعت کے مالک تھے وہیں آپ کی عاجزی بھی قابل دید تھی۔ خاص طور پر جماعت احمدیہ اور بالعموم ہر شخص کے لئے آپ کی یہ عاجزی پیار اور دعائیں بن کر آپ کے قول و فعل سے متواتر چھلکتی رہتی تھی آپ کی شخصیت کو قریب سے دیکھنے والا ہر شخص اس بات کی گواہی دے سکتا ہے کہ آپ ایمان کی حرارت سے کس قدر لبریز تھے مگر پھر بھی ہمیشہ یہی فرماتے تھے کہ میں کمزور ہوں، عاجز ہوں، مجھے خدا سے ہر وقت رحم کی تمنا ہے۔ خدا تعالیٰ کی پیار کی نظر چاہتا ہوں اور مجھے ایک فقیر کی طرح اپنی جھولی میں صرف اپنے مولا کی خوشنودی کی طلب ہے۔ خاکسار نے ایک بار آپ سے سوال کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ''مجھے اپنے مولا سے صرف رحم کی بھیک مانگنے میں ہی عافیت نظر آتی ہے اور اگر روز جزا سزا میرا مولا مجھ سے یہ سوال پوچھے کہ کوئی ایک وجہ بتا کہ میں تجھے بخش دوں تو میرے پاس اس کا صرف ایک جواب ہے کہ اے میرے مولا میں نے ساری زندگی اپنے ماں باپ کے سامنے اف نہیں کی کبھی نہیں کا لفظ ان کے سامنے نہیں کہا ان کی خدمت بغیر کسی حیل و حجت اور بغیر کسی لالچ کے کی ہے۔ میرے پاس بس یہی ایک چیز ہے اپنے مولا کے حضور پیش کرنے کو!

بے شک آپ نے ایسا ہی کیا تھا۔ خاکسار اپنے بچپن میں اس امر کا مشاہدہ کرتا رہا کہ کس جانفشانی سے آپ اپنے ماں باپ اور دیگر بزرگوں کے سامنے پلکیں بچھاتے رہے اور نہ صرف مولا کی خوشنودی حاصل کرتے رہے بلکہ اپنے ماں باپ اور بزرگوں کی دعاؤں کے حقیقی وارث بنتے رہے اور اس امر نے خاکسار کی تربیت میں ایک گہرا اثر چھوڑا۔ خاکسار اس بات کی اپنے مولا کو حاضر و ناظر جان کر گواہی دیتا ہے کہ آپ نے غیر معمولی طور پر ایک فرمانبردار بیٹا بننے کا اعزاز حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس بے لوث اور عاجزانہ فرمانبرداری کو قبول فرمائے۔ آپ کے درجات بلند تر بلند کرتا چلا جاوے۔ آمین

والد صاحب کا ذکر کسی طور پر بھی مکمل نہیں ہو سکتا جب تک آپ کے مہمان نواز ہونے کا ذکر نہ ہو۔ آپ کا ہمیشہ دل کرتا تھا کہ آپ کے چاروں طرف رونق لگی رہے۔ مہمانوں کا تانتا بندھا رہے۔ جس وجہ سے ہمارے گھر میں آپ کے بابرکت وجود کے سبب اکثر مہمان آتے رہتے تھے اور بفضل خدا بھی آپ اور آپ کے بزرگوں کی عین یاد، ہدایات اور نصائح کے مطابق یہ سلسلہ جاری ہے۔ گھر آنے والے مہمان ہمیشہ والد صاحب کی بے تکلفی اور پیار کے سبب اپنے آپ کو گھر کا حصہ ہی تصور کرتے۔ آپ کی یہ خواہش ہوتی کہ مہمان آ تو جائے مگر جانے کا نام نہ لے۔ جب کوئی جانے کے لئے اجازت مانگتا تو ہمیشہ مزید رو کنے کی درخواست فرماتے تھے اور یہی کوشش کرتے کہ مہمانوں کا جانا کسی طور ٹل جائے اور آپ کو مزید مہمان نوازی کا موقع میسر آئے۔ ان مہمانوں کے ساتھ اکثر آپ جماعت کی باتیں کرتے رہتے تھے اور اس میں بہت خوش رہتے۔ اگر کبھی مہمان غیر از جماعت دوستوں پر مشتمل ہوں تو موقع غنیمت جان کر دل کھول کر دعوت الی اللہ کرتے اور ہمیشہ آخر میں یہ جملہ ضرور کہتے کہ ''اگر آپ میں سے کسی کو میری کوئی بات بری لگی ہو یا گراں گزری ہو تو اس عاجز کو معاف فرمائیں، میں تو حق کی بات کہتا ہوں اور حق کہنے کو فرض سمجھتا ہوں'' اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار دنیاوی طور پر مشہور اور اہم شخصیات سے تعلقات بنائے رکھنے کا ہنر سکھا رکھا تھا۔ آپ کے تعلقات کا مشاہدہ کر کے خاکسار ہمیشہ حیران ہوتا تھا۔ کالا ہو یا گورا، امیر ہو یا غریب، سیاستدان ہو یا صنعتکار، حکمران وقت ہو یا کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ افسر سب آپ کے حلقہ احباب میں شامل تھے۔ کوئی اپنے ملک کا سفیر ہے تو کوئی اپنے ملک کی عدالت کا چیف جسٹس، کبھی حکمران وقت کا بیٹا آپ سے تجاویز لینے کو حاضر ہے تو کبھی کوئی اعلیٰ پائے کا غیر ملکی وفد آپ سے ملاقات کو حاضر کہیں کسی ملک کا کوئی چیف منسٹر آپ کو اپنا بھائی کہتا ہے تو کہیں کوئی ملکی سیاست دان آپ سے ملاقات کے لئے وقت مانگتا ہے۔ ان سب تعلقات کے باوجود خاکسار نے یہ جائزہ لیا کہ آپ دوسروں کے کام تو آتے مگر آپ نے اپنے کسی ذاتی کام کی خاطر کبھی ان تعلقات کا سہارا نہ لیا۔ آخر یہ کیوں نہ ہوا ایسے شخص پر کہ جس کے لئے جرمنی جیسے مالدار ملک کا نائب وزیر خارجہ خود visa بھجوائے لیکن 80 سال کا ہونے کے باوجود وہ شخص صبح پانچ بجے visa office کے باہر عام لوگوں کے ہمراہ قطار میں کھڑا اپنے لئے ٹوکن کا انتظار کر رہا ہو۔ خاکسار نے جہاں آپ سے یہ سب کچھ دیکھ کر تربیتی رنگ میں بہت کچھ سیکھا وہاں آپ کے بابرکت وجود کی وجہ سے کئی تعلقات ورثے میں پائے۔ یہ آپ ہی کی تربیت و دعاؤں کا فیض ہے کہ آج اس عمر میں خاکسار کو یہ شخصیات پیار دیتی ہیں۔

پس اے جانے والے تو نے جو شہادت کا مرتبہ پایا وہ تیرے شایان شان تھا۔ تو نے حقیقی احمدی ہونے کا ثبوت کس شان سے دیا۔ ایک باپ، ایک خاوند، ایک بیٹا اور ایک بھائی ہونے کے تمام حقوق بخیر و خوبی سرانجام دیئے۔ تیری تربیت میں ایک کمال تھا۔ تیری مسکراہٹ میں کمال خوبصورتی، تیرے کلام میں نصیحت کے تمام جاذب رنگ تھے۔ تیرے وجود میں ایمان تھا۔ تیری عاجزی میں کمال کا وقار تھا۔ تیری ڈانٹ میں پیار تھا۔ تیری دعاؤں میں فکر آنسوؤں کی طرح بہتی تھی۔ تیرے کردار میں فدائیت تھی اور تیری نصائح میں ایک خزانہ۔ تو اپنے امتحان میں احسن رنگ سے سرخرو ہوا اور ہمارے لئے مثال چھوڑی۔ اب ہمارا

امتحان شروع ہے کہ اب بظاہر اس دنیا میں تیرے وجود کا سایہ ہم پر موجود نہیں مگر تو زندہ ہے کہ تو شہید ہے۔ تیری دعائیں زندہ ہیں کہ وہ شہید کی دعائیں ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم صرف نام کے ہی نہیں بلکہ کردار کے احمدی بنیں ان شہدا کی قربانی سے حاصل ہونے والی حرارت ہمارے جذبہ ایمانی کو بھڑکاتی چلی جائے۔ ہم ان کے ایسے وارث بنیں کہ روز محشر ہمارا سر شرم سے جھکا نہ ہو۔ خلیفہ وقت کے ہاتھ کی جنبش تک کو سمجھنے اور پھر ہر فکر کو بالائے طاق رکھ کر اس پر لبیک کہنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خاکسار، خاکسار کی والدہ اور بیگم اور بچوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والد صاحب شہید کی ہمشیرہ، خاکسار کی پھوپھو مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ جو خواجہ سرفراز احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ ہیں اور اس وقت کینیڈا مونٹریال میں مقیم ہیں کی درازی عمر کی دعا بھی کریں کہ اس وقت میرے والد صاحب کے وجود کی خوشبو ان سے آتی ہے۔ ان کی دعائیں اور گھنٹوں جاری رہنے والے سجدے والد صاحب شہید کی وصیت کے طور پر پہلے بھی جاری تھے آج بھی جاری ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کا بابرکت وجود تا دیر ہمارے سروں پر قائم رہے۔ ان کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبولیت کا رتبہ بخشے۔

شہادت سے کچھ عرصہ قبل جماعت لاہور نے خاکسار کو حفاظت کے پیش نظر چند ہدایات دیں جن میں گاڑی بدلنا، رستہ بدلنا، آنے جانے کا وقت بدلنا اور کبھی کبھی جمعۃ المبارک میں غیر حاضری شامل تھی۔ والد صاحب کو پتا چلا تو انہوں نے فرمایا کہ ان ہدایات پر عمل کرو سوا ایسا ہی کیا گیا مگر جب میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا اگلے جمعہ آپ غیر حاضر ہوں گے تو فوراً فرمایا۔ ’’نہیں۔ یہ میں نہیں مان سکتا۔ جمعہ چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان ظالموں کا کیا ہے۔ یہ زیادہ سے زیادہ ہمیں شہید ہی کر دیں گے۔ ہمیں اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے؟‘‘

28 مئی 2010ء کو والد صاحب شہید کی یہ خواہش بھی خدا تعالیٰ نے پوری فرما دی اور امیر صاحب ضلع شہید کے کہنے پر کہ چوہدری صاحب آپ محفوظ جگہ پر چلے جائیں۔ آپ نے مسکرا کر جواب دیا کہ، ’’میں نے تو شہادت کی دعا مانگی ہے۔ میں کیسے چلا جاؤں؟ یہ وہ آخری الفاظ تھے جو آپ نے اس دنیا میں دائمی زندگی کی طرف کوچ کرنے سے پہلے ادا فرمائے اور پھر چہرے پر مسکراہٹ اور دل میں ایمان، اطمینان اور تمکنت لئے آپ اپنے خالق حقیقی کے حضور اپنے جسم پر گولیوں اور گرنیڈ کے زخم تمغوں کی طرح سجائے فخر سے پیش ہو گئے۔

خاکسار کو فخر ہے کہ والد صاحب نے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔ اس ناچیز کو اپنے والد اور تمام شہدا کی قربانی کے صلہ میں کروڑوں سعید فطرت روحوں کی دلسوز دعاؤں کا وارث ٹھہرایا۔ سب سے بڑھ کر کیا یہ انعام اس دنیا میں کم ہے کہ خاکسار جیسے کمزوروں کو خلیفۃ الوقت کی بابرکت آواز اور دعائیں بذریعہ فون سننے کو ملیں۔

یہ پاگل پن کب ختم ہوگا؟؟

شیری رحمٰن لکھتی ہیں۔

ریاستی تشخص اور مذہب کے مابین گہرا تعلق ہمیشہ سے ہی ایک خطرناک معاملہ رہا ہے۔ جب مذہبی تشخص کی بنیاد پر شہریوں کے ساتھ ناروا سلوک ہو اور ان کا قتل کیا جانے لگے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم وحشیانہ طرز عمل سے کچھ زیادہ دور نہیں ہیں۔ یہ رویہ ہمارے اندر پختہ ہو چکا ہے۔ اس مرحلے پر صرف عوام کا احتجاج اور انتقال اور حکومت کا سخت رد عمل ہی ہمیں تہذیب یافتہ انسانی اقوام کے ساتھ کھڑا کر سکتا ہے۔ لاہور میں احمدیوں کا قتل پہلا واقعہ نہیں ہے جس نے پاکستان کے قومی تشخص کی پالیسی کے اندر موجود خامیوں کو بے نقاب کیا ہے۔ اس سے قبل 2009ء میں بھی گوجرہ میں عیسائیوں پر حملے کے دوران پولیس نے حملہ آوروں کو ہی تحفظ فراہم کیا تھا۔

28 مئی کو ہونے والے حملے کے خلاف یقیناً کئی آوازیں اٹھی ہیں مذہبی جماعتوں نے اقلیتوں کو دوسرے درجے کا شہری قرار دے رکھا ہے۔ گیارہ مذہبی جماعتوں نے احمدیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے پر حکومت پنجاب کی مذمت بھی کی ہے۔ اگرچہ پارلیمنٹ نے اس واقعے کو ناپسندیدہ فعل قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی۔ تاہم پنجاب کی غیر مذہبی جماعتوں کے تذبذب نے مساوات کے ان بلند و بانگ دعوؤں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ حتیٰ کہ ایک سرکاری اہلکار نے ٹی وی کی براہ راست نشریات میں یہ تک کہہ دیا کہ وہ احمدیوں کے خلاف نفرت کو ہوا دینے والے بینرز ہٹا نہیں سکتے۔ مختلف سیاسی حلقوں کے بہت سے سیاستدانوں نے اب بھی اپنے ووٹ بنک کے لئے فرقہ وارانہ جماعتوں اور شدت پسندوں کے ساتھ روابط کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ اقلیتوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے والوں کے سزا دینے میں حکومت کی نااہلی بھی کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ یہ اس یقین کو مزید تقویت دیتا ہے کہ گوجرہ میں عیسائیوں کے قاتلوں کی طرح احمدیوں کے قاتل بھی کیفر کردار کو نہیں پہنچ سکیں گے۔

مفروضات پر مبنی مساوات کو یقیناً اٹھارہویں ترمیم کی روشنی میں چیلنج کیا گیا ہوگا جس میں حقوق کی بحالی بشمول اقلیتوں کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کی آزادی کی اجازت کے حق پر بھی زور دیا گیا ہے مگر ساتھ ہی اس ترمیم کے مطابق ملک کا صدر اور وزیر اعظم ہونے کا حق صرف ایک مسلمان کو ہی حاصل ہوگا۔ آئین کے مطابق اب یہ واضح ہے کہ اعلیٰ منتخب عہدوں پر پاکستان کی نمائندگی کا حق صرف ایک مسلمان کو ہی حاصل ہے۔ اگر ہمارا یہی طرز عمل رہا تو یہ غیر محتاط ڈھلان کی جانب ہمارا اگلا منطقی قدم ہوگا۔ ایسی صورت میں آزادی کے ساتھ عبادت کرنا کیسے ممکن ہے جہاں عوام کے ایک حلقے کو اپنی الگ شناخت پر مجبور کیا جائے جیسے نازی جرمنی میں یہودیوں سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ اپنا قومی نشان (Star of David) ہر وقت اپنے ساتھ رکھیں۔ پاکستانی پاسپورٹ کے حصول کے لئے جس سے ملک کی شہریت کا تعین ہوتا ہے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہر پاکستانی اس بات کی تصدیق کرے کہ وہ احمدیوں کو غیر مسلم سمجھتا ہے۔ 1984ء میں احمدیوں کے خلاف منظور ہونے والے آرڈیننس کے علاوہ ضیاء حکومت نے اس تعلیم یافتہ کمیونٹی کو آزار پہنچانے کے لئے مختلف اقدامات کئے۔ پروفیسر عبدالسلام کو بھی ان کے مذہب کی بناء پر ان کا حق دینے سے انکار کر دیا لیکن وہ نوبیل انعام وصول کرتے ہوئے اپنے قومی لباس ہی میں ملبوس نظر آئے حتیٰ کہ احمدیوں کے خلافت شدید منفی پروپیگنڈہ طالب علموں میں بھی سرایت کر چکا ہے۔ غلط کام کرنے والوں کو تحفظ فراہم کرنے کے اس ماحول میں تشدد ایک متعین سمت کی جانب بڑھ رہا ہے۔ حکومتی اقدامات کی عدم موجودگی کے باعث ان بیانات کے خلاف بہت کم مزاحمت ہوتی ہے جو پاکستانیوں کے حقوق پر مذاکرات کے دوران ہمیشہ اسے اپنے مرکز سے ہٹا دیتی ہیں۔ تمام ٹی وی چینلوں پر اکثر مذہبی رہنما اسلامی قوانین کی برتری کا حوالہ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ وہ شدت سے یہ باور کرواتے ہیں کہ یہاں ایک باقاعدہ شکل میں کوئی اسلامی قانون سرے سے موجود ہی نہیں۔ صرف اس لئے کہ وہ اسلامی تعلیمات میں سے متضاد خطوط نکال کر اپنے نقطہ نظر کے مطابق انصاف کا اطلاق کر سکیں۔ تاہم ایسے وقت میں جب اخلاقی اور سیاسی فیصلے کرنے ہوں۔ ملکی معاملات سے لاتعلق رہنے کا رویہ برائی کی حمایت کے مترادف ہے۔ اگرچہ کہ آئین اقلیتوں کا واضح طور پر سے تحفظ کرتا ہے لیکن اس میں مزید بہتری بھی کی جا سکتی ہے۔ مثال کے طور پر آئین کی چند شقوں کی علامتی پیروی سے شہریوں کے خلاف عقائد کی بناء پر مخالفت کا خاتمہ ہو سکے گا۔ خصوصاً شق 20 جو ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے، اس کی تبلیغ کرنے اور اس کا دعویٰ کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ عدالتوں کو بھی مذہب کے نام پر ہونے والی ان کارروائیوں کے خلاف ان شقوں کے تحت از خود نوٹس لینا چاہئے۔ تاہم آئین کی ان صریح خلاف ورزیوں پر اب تک خاموش ہیں۔ اسلام کی سیاسی لابی کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام متعلقہ لوگوں کو یہ باور کروانا مفید ہوگا کہ اسلام میں انصاف کا مرکزی تصور اخلاقی بلندی سے وابستہ ہے اور یہی اللہ کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ حکومت حضور ﷺ کی تعلیمات کو عام کر کے اقلیتوں کے خلاف نفرت کو کم کر سکتی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ’’آگاہ رہو! اگر کسی نے بھی اقلیت کے کسی فرد کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک روا رکھا، یا اس کے حقوق کو غصب کیا یا اس پر تشدد کیا یا انہیں کسی چیز سے زبردستی محروم کرنے کی کوشش کی تو میں روز آخرت اقلیت کے حق میں اس مسلمان کے خلاف لڑوں گا۔‘‘

(سنن ابوداؤد)

حکومت گستاخانہ قوانین پر نظر ثانی کر کے اس میں وسعت پیدا کر سکتی ہے جس کا وعدہ حکومت گزشتہ برس کر چکی ہے اگر بحث مباحثے کو فوقیت حاصل ہو جاتی ہے تو پارلیمنٹ کی اکثریت اس کا ساتھ دے گی۔ تاہم اس پر فوری طور سے عمل کرنا ضروری ہوگا تاکہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف ابھرتے ہوئے اتفاق رائے کو رجعت پسندوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں کہ عسکریت پسندی، انتہا پسندی اور دہشت گردی کا تعلق واضح طور سے پاکستان سے ہے لیکن ہم ایک جانب تو عسکریت پسندوں کی حمایت کر رہے ہیں اور دوسری جانب ان کی مذمت اگر حکومت پنجاب کا صوبائی بجٹ کالعدم دہشت گرد تنظیموں یا ان کے خیراتی اداروں کو رقم مہیا کرتا ہے تو ہم حقیقتاً اس سمت کی جانب بڑھ رہے ہیں کیونکہ یہاں کوئی سیاسی رہنما اقتدار حاصل کرنے کے لئے دہشت گردی کے ووٹ کا استعمال نہیں کر رہا بلکہ یہاں پر کالعدم قرار دی جانے والی جماعت کو ادارتی حمایت حاصل ہے۔ یہ عمل ان قوتوں کو کھلی چھوٹ دیتا ہے جن سے حکومت پاکستان اور فوج بہت بھاری قیمت کے عوض لڑ رہی ہے۔ یہ ان عظیم قربانیوں کے خلاف ہے جو بطور قوم ہم دے رہے ہیں۔

اس جنگ میں گزشتہ سال 3000 لوگ دہشت گردی کے نام پر مارے جا چکے ہیں بچے اپنے ملک میں رہتے ہوئے مہاجر کیمپوں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں اور عسکریت پسندوں کے خلاف آپریشن کے نتیجے میں ہونے والے بم دھماکوں نے گلیوں کو سنسان کر دیا ہے۔ یہ طرز عمل پاکستان کے انسانی اور جمہوری تشخص کی تردید کرتا ہے۔ نو آبادیاتی نظام کے بعد ہمارا حکومتی تشخص شاید مبہم ہو لیکن ہم اس صورت حال کو اپنی شکستہ قوم کی سمت کو دوسری جانب موڑنے کے لئے استعمال کر تو سکتے ہیں۔

(روزنامہ جنگ 5 جولائی 2010ء)

تلخ نوائی پہ معذرت

منور بلوچ صاحب کی کتاب برف میں لپٹی آگ کا ابتدائیہ

ہمارے سامنے دوسری نسل جوان ہو رہی ہے۔ ہم آج بھی روشنی کے چراغ جلائے نشان منزل ڈھونڈ رہے ہیں لیکن اندھیرے مسلسل بڑھ رہے ہیں اور جگنو مرتے جا رہے ہیں۔ اگرچہ ہماری منزل دعاؤں کے تسلسل میں شامل ہے لیکن دعاؤں کی مشقتوں کے باوجود بصارتیں کم سماعتوں میں زوال اور زبانوں میں گونگا پن بڑھتا جا رہا ہے اور احتجاج کے رویے دم توڑتے جا رہے ہیں۔ مسافتوں کے عذاب میں وصل کی امیدوں کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا جا رہا ہے۔ شہروں میں گند اور گند سے رزق کی تلاش کرنے والے بچوں کی تعداد میں اضافہ ہماری روشن اور زندگی آمیز امیدوں کو موت کی طرف دھکیل رہا ہے۔ ہم جہالت کی چمکتی دھوپ میں نوجوانوں کے ہاتھوں سے کتابوں کو گرتا دیکھ رہے ہیں۔ ہم کتابوں میں لکھے لفظوں کے معنی تبدیل کر رہے ہیں۔ ہم محبت کو نفرت سے اور گلاب کو کانٹوں میں بدل رہے ہیں۔ الفاظ جن سے پہلے توانائیاں پیدا ہوتی تھیں اور آج ان کی ادائیگی سے شرمندگی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ دھرتی پر اترتے عذابوں کے تسلسل سے بھوک کا خوف بڑھنے لگا ہے۔

آج کے نوجوان کے ہاتھوں میں کتابوں کے بجائے اسلحہ یقیناً اس عہد کا زوال ہے لیکن کوئی بھی تو سوچ نہیں رہا کہ اس دھرتی پر ناانصافی کے بیج کب اور کس نے کاشت کیے۔ اب ناانصافی کی فصلیں پک چکی ہیں، امن و امان ختم اور جنگ بڑھتی جا رہی ہے۔ روز ہم فاختوں کو راستوں میں مرا ہوا دیکھتے ہیں۔ انسانوں کی تعداد میں روز بہ روز حیران کن اضافہ ہو رہا ہے۔ راستے تنگ و تاریک ہوتے جا رہے ہیں اور المیہ یہ ہے کہ ہر شخص ایک دوسرے سے اجنبی ہے، معاملہ اجنبیت تک رہتا تو گوارا تھا، یہاں تو ہر شخص دوسرے سے خوف زدہ ہے اور ایک خوف ہوتا تو بھی کام چلتا رہتا مگر یہاں تو شہروں میں ہر قسم کے خوف کے سائے منڈلا رہے ہیں۔ راتیں طویل ہوتی جا رہی ہیں لوگ ڈاکوؤں کے خوف سے گھر میں آہنی دیواریں بنا رہے ہیں۔ محبت کبھی بھی عام نہیں تھی لیکن جس قدر تھی اس عہد میں دم توڑتی جا رہی ہے، شہروں میں بھیڑ بڑھ رہی ہیں۔ درخت کاٹے جا رہے ہیں۔ زمین کا سبزہ جلتا جا رہا ہے۔ پرندے شہروں کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ دریا خشک اور زیر زمین پانی آلودہ ہو رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے دھرتی میدان جنگ بنتی جا رہی ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ انسان جنگ کبھی نہیں جیتا جنگ کو طول دیا جا رہا ہے۔ یہ جنگ کسی دشمن کے خلاف نہیں یہ دراصل اپنے ہی خلاف ہے۔ درخت کاٹنا اور پانی کو ضائع کرنا، کے عمل میں درخت اور پانی کی موت نہیں یہ انسان کی اپنی موت ہے۔ بچے خوف سے اپنے گھروں کی دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے ہیں، شاعروں نے نغمے اور گیت لکھنا چھوڑ دیا ہے۔ بچوں سے فرصتیں چھینی جا رہی ہیں۔ ان کے بھاری بستوں میں دوسری کتابوں کے ساتھ خوف، ناانصافی، بے روزگاری پر مشتمل بڑی بڑی کتابیں بھی کورس میں شامل کر دی گئی ہیں۔ بچے بستوں میں محرومیاں چھپائے رات گئے سڑکوں، گلیوں اور محلوں میں تعلیم خریدتے پھر رہے ہیں۔ اب ان کے پاس دادیوں سے کہانی سننے کا وقت ہی نہیں۔ بچے اپنے بچپنے سے، جوان اپنی جوانی سے اور بزرگ گھروں کی رونقوں میں پوشیدہ فطرت کی عطا کردہ خوشیوں سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ سوال اب یہ ہے کہ کون ہے جس نے اس عہد میں اپنے حصے کی خوشیاں چھین لی ہیں اور صداقتوں پر اعتماد بھی ختم کر دیا ہے۔

آئیے ان المیوں کے لامتناہی سلسلوں میں، تاریخ میں تبدیلی کی صداقتوں کو تلاش کرتے ہیں کہ زوال کے عہد کب اور کیسے بدلتے ہیں۔ اسلحہ انسان اس وقت اٹھاتا ہے جب اپنی زندگی سے بےزار اور دوسروں کے وجود سے اپنے لئے خطرہ محسوس کرتا ہے انسان کے اندر رویے اس کا ماحول پیدا کرتا ہے اور آخر کار انسان تاریخی طور پر نئے نظریے تشکیل کرتا ہے جب وہ خود کسی مشکل یا مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آج کا انسان خوف اور تنہائی کے عذاب میں مبتلا ہے۔ نئے عہد کی تعمیر اور نئے نظریے کی تشکیل کا وقت سر پر آ پہنچا ہے نئے عہد کی تشکیل میں عذاب پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس دم توڑتے عہد سے انقلاب جنم لے اور سب کچھ ختم ہو جائے اور یہ عہد مستقبل میں کسی کھدائی کے وقت کھنڈروں کی صورت اس عہد کے انسان کے سامنے عجوبہ کے طور پر نمودار ہو اور اس عہد کا انسان دل بہلانے کے لئے ہمارے مکانوں کے کھنڈرات پر مسکراتا رہے۔

میں نے نوحۂ درد لکھ دیا ہے۔

مکرم رانا عبدالرؤف صاحب

28 مئی سانحہ لاہور میں راہ مولیٰ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے

محترم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب کا ذکر خیر

مئی 2010ء جمعہ کے روز جماعت احمدیہ کی دو بیوت الذکر، بیت الذکر گڑھی شاہو اور بیت النور ماڈل ٹاؤن پر دہشت گردوں نے دستی بموں اور گنوں سے حملہ کر دیا۔ اس بہیمانہ حملہ میں جماعت احمدیہ کے 86 افراد نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ انہی زندہ لوگوں میں ایک ڈاکٹر طارق بشیر صاحب بھی تھے۔ آپ بیت الذکر گڑھی شاہو میں شہید ہوئے۔

نماز جمعہ سے تھوڑی ہی دیر پہلے محترم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب میرے ہم زلف اور خالہ زاد بھائی اپنی بیٹی کو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے لے کر آئے تھے اور جلدی جلدی کھانا کھائے بغیر بیت الذکر پہنچے اور اپنی مخصوص جگہ جا بیٹھے۔ ان سے چند منٹ پہلے ان کا ہونہار بیٹا ڈاکٹر نبیل طارق بیت الذکر پہنچ چکا تھا۔ بیٹا اپنے باپ کو صاف دیکھ پا رہا تھا کہ مذکورہ بالا ظلم و ستم کا ہولناک کھیل شروع ہو گیا۔ ڈیڑھ بجے سے چار ساڑھے چار بجے تک جنونی وحشی درندے اپنی درندگی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ پورے علاقہ میں سراسیمگی پھیلی ہوئی تھی۔ دہشت گردوں کی بے رحم گولیوں نے محترم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب کو ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید کر دیا۔ ان کے بیٹے نبیل طارق کو دو گولیاں بازو اور ران میں لگیں اور باقی کچھ Splinters جسم کے مختلف حصوں پر لگے۔ عزیزم نبیل طارق تین پیاری بہنوں کا اکلوتا بھائی ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب ایک نہایت پڑھے لکھے خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے نانا خان بہادر نعمت خان صاحب ریٹائرڈ سیشن جج، ICS میں ٹاپ کرنے والے طالب علم تھے۔ آپ ایک لمبا عرصہ تک جلسہ سالانہ قادیان و ربوہ کے ایک سیشن کی صدارت بھی کرتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب کی والدہ صاحبہ بھی ایک تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ اسی طرح محترم ڈاکٹر صاحب بھی ایک قابل تقلید زندگی گزار کر گئے۔ اپنی ڈیوٹی انتہائی ایمانداری، محنت اور لگن سے ادا کرتے۔ غریبوں اور عزیز رشتہ داروں کا خاص خیال رکھتے۔ مہمان نوازی کا وصف ڈاکٹر صاحب اور ان کی زوجہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر عطا کیا تھا۔ اکثر کہا کرتا تھا کہ میرا جب بھی مغل شاہی کھانا کھانے کا دل کرتا ہے تو میں ڈاکٹر صاحب کے گھر دھڑاک سے پہنچ جاتا ہوں۔ کھانے کا میز بلا مبالغہ عزت افزائی سے بھرا ہوتا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب خود بہت خاموش طبع تھے۔ غیر ضروری بحث مباحثہ میں دخل نہ دیتے تھے۔

ان کی تعلیم حاصل کرنے کا زمانہ بھی سب اہل خانہ کے لئے ایک بہت بڑا امتحانی مرحلہ اور دوسروں کے لئے مثالی نمونہ رکھتا تھا کیونکہ ان کی پڑھائی کے درمیان آپ کے والد صاحب شدید بیمار ہو گئے اور ننھے بچوں کو کراچی جیسے شہر سے نکل کر شکر گڑھ کے دیہاتوں میں تعلیم حاصل کرنا پڑی لیکن اس کے باوجود ہر بچہ ایک اور درخشندہ ستارہ بن کر ابھرا۔ آپ کے ددھیال میں صرف آپ کے والد چوہدری محمد یوسف صاحب اکیلے احمدی تھے اور بلا مبالغہ مخلصین احمدیت میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کو ایمانداری کا وصف ننھیال اور والد کی طرف سے ورثہ میں ملا۔ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں بے جا بیباکی قطعاً نہ تھی۔ کسی امیر غریب رشتہ دار سے یکساں ملنا ان کا وصف عظیم تھا۔ بیوی بچوں سے میں نے کبھی آپ کو اونچی آواز میں بات کرتے نہیں سنا۔ اپنی طبی مصروفیات کے علاوہ کچن کی ایک ایک چیز خود اٹھا کر دیکھتے اور خاتون خانہ کو نوبت ہی نہ آتی کہ بطور یاددہانی آٹا دال کا مطالبہ کرے۔ چندہ دینے کی ایک تاریخ مقرر تھی۔ مقررہ تاریخ پر خود جا کر بیت الذکر میں چندہ ادا کرتے۔ جب تک بچے کافی بڑے نہ ہو گئے آپ نے باوجود صاحب ثروت ہونے کے بچوں کو بسوں ویگنوں میں بھی بھیجنے سے کبھی اجتناب نہ کیا۔

کچھ دن پہلے کا واقعہ ہے، قصور میں انہوں نے اپنا ریڈیالوجی کلینک بنایا ہوا تھا۔ چوکیدار سے کہہ کر فیس میں اضافہ کی تختی بنوائی اور میز پر لگا دی لیکن بعد میں اس تختی کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا اور چوکیدار کے حیران ہونے پر بتایا کہ میں نے تختی اس لئے ایک طرف رکھ دی ہے کہ پتہ نہیں قصور کے اردگرد کے لوگ یہ پیسے بھی یعنی میری موجودہ فیس بھی کیسے ادا کرتے ہوں گے (جو کہ دوسرے ڈاکٹروں کی نسبت کہیں کم تھی) آپ اپنے پیشے میں مستند مانے جاتے تھے۔ لاہور آنے کے بعد خاص طور پر حضرت مسیح موعود کی کتب کے مطالعہ کا شدید شوق پیدا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی کتاب Revelation Rationality Khowledge and Truth اس قدر پسند آئی کہ عش عش کر اٹھتے اور کتاب کی زبان پر تو اس قدر حیرت کا اظہار ہوتا کہ میرے سامنے بھی رکھ دیتے کہ آپ یہ پیراگراف پڑھ کر دیکھیں باوجود مصروفیت کے جماعتی اجلاسوں میں شرکت کرتے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جوار رحمت میں مقام بلند عطا فرمائے۔ آپ کی اولاد کو دین و دنیا کے بلند درجات عطا کرتا رہے اور کوئی غم ان کے نزدیک آنے نہ پائے اور اپنی رحمت کی چھتری کے سایہ تلے رکھے۔ آپ کی جاں نثاری کو دیکھ کر محترم جمیل الرحمن صاحب کا یہ شعر نوک زبان پر بہنے لگتا ہے۔

عجب وہ شان وصل تھی حجاب جاں اٹھا دیا
جھک رضائے یار کی پڑی تو سر کٹا دیا

☆☆☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم احمد خان منگلا صاحب معلم وقف جدید لکھتے ہیں۔

خاکسار کے پوتے عزیزم علیم احمد واقف نو ابن مکرم محمد اعظم خان صاحب منگلا واپڈا ٹاؤن لاہور نے چار سال گیارہ ماہ میں قرآن مجید ناظرہ اپنی والدہ سے پڑھ لیا ہے۔ اس کی تقریب آمین 11 ستمبر 2010ء کو ہوئی مکرم محمد اظہر صاحب منگلا مربی سلسلہ احمدیہ نے بچے سے قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا اور خاکسار نے دعا کروائی احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ بچے کو نیک خادم دین بنائے۔ آمین

اسی طرح میرے نواسے عزیزم جاذب احمد واقف نو ابن مکرم فرید احمد مبشر صاحب نے 4 سال 6 ماہ میں قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے اس کی والدہ نے اسے قرآن مجید پڑھایا ہے۔ مورخہ 12 ستمبر 2010ء کو تقریب آمین میں مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے بچے سے قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا اور پھر دعا کروائی۔ موصوف مکرم احسان الرحمٰن صاحب مرحوم باب الابواب کا پوتا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ بچے کو نیک، خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

نیز عزیزم جاذب احمد کے دل میں سوراخ ہے ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ بچے کو اپنے فضل سے صحت والی لمبی زندگی دے۔

بجلی بند رہے گی

بجلی کی لائنوں میں تبدیلی کی وجہ سے چناب نگر اور ڈاور فیڈر مندرجہ ذیل اوقات میں بند رہیں گے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

چناب نگر فیڈر

7/اکتوبر۔ صبح 6 بجے تا دوپہر 12:30

مورخہ 12، 14، 26 اور 28/اکتوبر 2010ء کو صبح 7 تا دوپہر ایک بجے بند رہے گا جس سے مندرجہ محلّہ جات متاثر ہوں گے۔ دارالیمن، باب الابواب، دارالبرکات، فیکٹری ایریا، ناصر آباد، نصیر آباد، دارالصدر، دارالرحمت، نصرت آباد اور محلّہ دل خوشاب

ڈاور فیڈر

26/اکتوبر۔ صبح 7 تا دوپہر ایک بجے

28/اکتوبر۔ صبح 7 تا دوپہر ایک بجے

(اسسٹنٹ مینیجر فیسکو ربوہ)

حقیقی نیکی

خدا تعالیٰ کو راضی کرنے والی اس سے زیادہ کوئی قربانی نہیں کہ ہم درحقیقت اس کی راہ میں موت کو قبول کر کے اپنا وجود اس کے آگے رکھ دیں۔ اسی قربانی کی خدا تعالیٰ نے ہمیں تعلیم دی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

تم حقیقی نیکی کو کسی طرح پا نہیں سکتے جب تک تم اپنی تمام پیاری چیزیں خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ (ال عمران: 93)

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اموال حسب استطاعت صدر انجمن احمدیہ کی مد امداد مریضان/ڈویلپمنٹ میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالہادی صاحب نارتھ کراچی تحریر کرتے ہیں۔

ہماری ہمشیرہ محترمہ منصور جہاں صاحبہ اور بہنوئی مکرم خلیل احمد صاحب مرحوم کی بیٹی عزیزہ قیصرہ جہاں واقفہ نو جو مکرم چوہدری عبدالمجید صاحب مرحوم کی نواسی اور مکرم بابو عبدالحمید صاحب مرحوم رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے تھیں۔ بعمر 20 سال 14 ستمبر 2010ء کو اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ ہمارے خاندان میں اور جماعتی خواتین میں سب اس سے بہت محبت رکھتے تھے۔ شاید اس لئے بھی کہ وہ ہر کسی سے محبت کرتی تھی۔ زیادہ خاموش رہنے والی ملنسار سی سب کے دل کو بھاتی تھی۔ اللہ کے فضل سے دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ اللہ کے فضل سے کچھ سال قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر وصیت کروائی تھی۔ تلاوت نظم اور تقاریر کے مقابلوں میں حصہ لیتی تھیں اور انعامات بھی حاصل کرتیں جو ہمارے پاس یادگار لمحوں میں سے ہیں۔ نظم کا اس قدر شوق تھا کہ وفات سے ایک روز قبل حضرت مسیح موعود کی نظم حمد و ثناء کا پہلا شعر ترنم سے پڑھا۔ جس سے ہمیں حوصلہ بھی ملا۔ لیکن اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔ مرحومہ سیکنڈ ائیر کی پری میڈیکل کی سٹوڈنٹ تھیں اور 76 فیصد مارکس بھی حاصل کئے تھے۔ پڑھنے لکھنے اور یاد کرنے کا اس حد تک شوق تھا کہ وفات سے ایک ماہ قبل قصیدہ کے اشعار چند روز میں یاد کر لئے اور روزانہ ہمیں سناتیں احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور والدہ اور ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

فوری ضرورت ہے

مندرہ ذیل سپیشلسٹ/رجسٹرار/نرسنگ میں مزید آسامیوں کی فضل عمر ہسپتال میں فوری ضرورت ہے۔

☆ گائناکالوجسٹ

☆ آئی سپیشلسٹ

☆ ریڈیالوجسٹ

☆ پیتھالوجسٹ (ہسٹو پیتھ)

☆ پیڈز/میڈیکل/گائنی/سرجیکل رجسٹرار۔ میل/فی میل

☆ نرسز میل/فی میل

☆ ریڈیوگرافر اور لیبارٹری ٹیکنیشن

کوالیفائیڈ خواہشمند خواتین، حضرات اپنی درخواستیں صدر صاحب/امیر جماعت کی سفارش سے بنام ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ جلد روانہ کریں۔ تجربہ رکھنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ بعض تجربہ کار کوالیفائیڈ حضرات کو کنٹریکٹ پر بھی رکھا جا سکتا ہے۔ مزید معلومات کے لئے ایڈمنسٹریشن آفس سے رابطہ 047-6215646 پر کر سکتے ہیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

داخلہ کمپیوٹر کورس

خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل کورس کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ داخلہ کے خواہش مند خدام اپنی درخواستیں دفتر خدام الاحمدیہ میں جمع کروا دیں۔ داخلہ فارم دفتر سے حاصل کیا جا سکتا ہے اور معلومات کے لئے درج ذیل نمبر 0336-7066496 پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

بیسک کمپیوٹر ٹریننگ کورس

(برائے سینئرز 40 تا 60 سال تک کی عمر کے احباب کے لئے)

ٹائپنگ، بیسک کمپیوٹر، ایم ایس آفس، ان پیج اور انٹرنیٹ

دورانیہ 1 ماہ

فیس کورس -/1500

(نگران طاہر کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ ربوہ)

تبدیلی نام

مکرم غلام احمد سرور صاحب طاہر آباد شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار نے اپنا نام غلام احمد سے تبدیل کر کے غلام احمد سرور رکھ لیا ہے آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔ شکریہ

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم نعیم احمد صاحب اٹھوال نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے ضلع فیصل آباد کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت و اراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

پہلا سالانہ تربیتی پروگرام

(واقفین نو ضلع حافظ آباد)

مکرم نعیم احمد صاحب سندھو سیکرٹری وقف نو ضلع حافظ آباد تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ 11/اپریل 2010ء کو بمقام مانگٹ اونچا واقفین نو ضلع حافظ آباد کا پہلا سالانہ تربیتی پروگرام منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد مکرم امیر صاحب ضلع نے افتتاحی خطاب کیا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد واقفین نو کے تلاوت قرآن پاک، نظم، تقریر، اردو وانگلش، دینی معلومات اور نداء کے مقابلہ جات ہوئے۔ علمی مقابلہ جات کیلئے باقاعدہ نصاب مقرر تھا اور عمر کے لحاظ سے تین معیار بنائے گئے تھے۔ علمی مقابلہ جات کے بعد ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ ان مقابلہ جات میں واقفین نو نے بھرپور حصہ لیا۔

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو تحریک جدید ربوہ تھے۔ تلاوت و نظم کے بعد مہمان خصوصی نے پوزیشنز ہولڈرز واقفین نو کو انعامات تقسیم کئے۔ جبکہ واقفات نو میں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ ضلع حافظ آباد نے انعامات تقسیم کئے۔ تقسیم انعامات کی تقریب میں ضلع کے ہر واقف نو کو ایک یادگار خوبصورت شیلڈ دی گئی۔ جس میں ہر واقف نو کا نام، ولدیت اور جماعت بھی تحریر کی گئی تھی۔ آخر میں مہمان خصوصی نے حاضرین سے خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ نیز اس موقع پر ایک نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جس میں واقفین نو کی اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی مختلف اشیاء اور ماڈلز رکھے گئے تھے۔ اس اجتماع میں 100% جماعتوں کی نمائندگی تھی۔ واقفین نو اور واقفات نو کی کل حاضری 132 تھی۔ والدین واقفین نو کی تعداد 160 تھی اور زائرین کی تعداد 200 تھی۔ اس طرح اجتماع کی کل حاضری 492 تھی۔

درخواست دعا

مکرم چوہدری رشید محمود کاہلوں صاحب صدر حلقہ سبزہ زار لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بھتیجی مکرمہ ہما عمران کاہلوں صاحبہ کا آپریشن بوجہ پتے میں پتھری مورخہ 30 ستمبر 2010ء کو فاطمہ میموریل ہسپتال لاہور میں خدا کے فضل سے کامیابی سے ہو گیا ہے۔ مگر کمزوری لاحق ہے گو طبیعت خدا کے فضل سے بہتر ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر پریشانی اور مشکل سے محفوظ رکھے اور صحت و تندرستی والی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

زمیں کا زخم بھی اب بھر رہا ہے

زمیں کا زخم بھی اب بھر رہا ہے
نہ دلی ہے، نہ امرتسر رہا ہے
رہا ہے تو ہمارے قتل کے بعد
ہمارا ذکر ہی اکثر رہا ہے
یہ کمرہ جس سے خوشبو آ رہی ہے
ہمارے یار کا دفتر رہا ہے
صداقت سامنے عریاں کھڑی ہے
وہ آئینے سے جھگڑا کر رہا ہے
پگھلنے کی اسے فرصت نہیں ہے
یہ پتھر عمر بھر پتھر رہا ہے
اسے چالاکیاں آتی نہیں ہیں
وہ اکثر شہر سے باہر رہا ہے
وہ پیاسوں کی اذیت کا ہے محرم
وہ صحراؤں سے ہم بستر رہا ہے
اسے معلوم ہے ردّی کا بھاؤ
وہ اخباروں کا سوداگر رہا ہے
کسی کو اب شکایت ہے نہ شکوہ
ہم اپنے گھر، وہ اپنے گھر رہا ہے
یہ آنسو جس کو آنسو کہہ رہے ہو
یہی تو آنکھ کا زیور رہا ہے
محبت ہوگئی ہے تجھ سے مضطرؔ!
تو کس محبوب کا نوکر رہا ہے

چوہدری محمد علی

درخواست دعا

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت لکھتے ہیں۔

خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم ملک پرویز احمد صاحب آف لاہور اور برادر نسبتی مکرم شہزاد احمد صاحب آف راولپنڈی دونوں ہی لمبا عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار چلے آرہے ہیں۔ آج کل طبیعت زیادہ خراب ہے۔ دونوں کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامل شفاء دے کر صحت وسلامتی کے ساتھ باعمر فرمائے۔

گمشدہ ان سلے سوٹ

مکرم مرزا محمد اکبر صاحب آر کو ٹیلرز کالج روڈ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 30 ستمبر 2010ء کو بروز جمعرات صبح نو بجے خاکسار اپنے گھر دارالعلوم جنوبی احد سے اپنی دکان آر کو ٹیلرز براستہ گرین ماڈل سکول جا رہا تھا کہ کپڑے کے تھیلے میں 7 عدد سوٹ قمیص شلوار کا کپڑا اور ایک قمیص کا علیحدہ کپڑا کہیں گر گئے ہیں جو کہ ابھی تک نہیں ملے برائے مہربانی اگر کسی کو ملے ہوں یا اس بارے میں پتہ ہو تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔

0333-6718183

خریداران الفضل متوجہ ہوں

جو خریداران الفضل اخبار ہاکر سے حاصل کرتے ہیں ان کی خدمت میں اطلاع ہے کہ بل ماہ ستمبر 2010ء مبلغ -/100 روپے بنتا ہے۔

بل کی ادائیگی جلد از جلد کر کے ممنون فرمائیں۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ربوہ میں طلوع وغروب 4-1 اکتوبر

طلوع فجر	4:37
طلوع آفتاب	6:01
زوال آفتاب	11:59
غروب آفتاب	5:52

راحت جان
تبخیر معدہ، گیس کی مفید مجرب دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

مارکیٹ مع مکان برائے فروخت
نصیر آباد حلقہ غالب ساہیوال روڈ اور برجی روڈ ربوہ کے کارنر پر 17 دکانیں اور مکان (رقبہ ایک کنال) برائے فروخت ہیں۔
کاروبار کا بہترین موقع
رابطہ: 0333-9792147 - 0336-7526938

تمام پیچیدہ امراض کا علاج
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹور
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
جرمن پاکستانی ادویات وسامان ہومیوپیتھی
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ (گلی عامر کلر لیب) فون نمبر 0344-7801578

حکیم عبدالحمید اعوان مرحوم کا چشمہ فیض

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
مطب حمید (رجسٹرڈ)
کا ماہانہ پروگرام حسب ذیل ہے
ہر ماہ 5-4-3 تاریخ کو عقب دھوبی گھاٹ گلی نمبر 1/9 مکان نمبر P-234 فیصل آباد فون: 041-2622223
موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ 7-6 تاریخ کو دوکان اقصیٰ چوک مکان نمبر P-7/C رحمٰن کالونی ربوہ ضلع جھنگ فون 047-6212755-6212855
موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ 12-11-10 تاریخ کو NW-741 دوکان نمبر 1 کالی ٹینکی نزد ظہور الٹرا ساؤنڈ سیدپور روڈ راولپنڈی
فون: 051-4410945 موبائل: 0300-6408280
ہر ماہ 17-16-15 تاریخ کو 49 ٹیل مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری بورڈ آف ایجوکیشن فیصل آباد روڈ سرگودھا فون: 048-3214338
موبائل: 0300-6451011
ہر ماہ 20-19-18 تاریخ کو شاپ نمبر 4 بلاک 47/A قیصر پارک بالمقابل گریڈ اسٹیشن واپڈا مین روڈ گلشن راوی لاہور
فون: 042-7411903 موبائل: 0302-6644388
ہر ماہ 24-23 تاریخ کو ضیاء روڈ ہارون آباد ضلع بہاولنگر
فون: 063-2250612 موبائل: 0302-6650961
ہر ماہ 27-26-25 تاریخ کو حضوری باغ روڈ پرانی کوتوالی ملتان
فون: 061-4542502 موبائل: 0300-6470099
10 جوہر ویو فاروق ایونیو آخری سٹاپ وفاقی کالونی نیو کیمپس لاہور
فون: 042-5301661
باقی دنوں میں مشورہ کے خواہشمند اس جگہ تشریف لائیں۔
حکیم عبدالحمید اعوان مرحوم
مطب حمید (رجسٹرڈ)
ہیڈ آفس: کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
پنڈی بائی پاس نزد شیل پٹرول پمپ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
Tel:055-3891024-3892571Fax:+92-55-3894271
E-maiL:mate_e_hameed@hotmail.com
E-maiL:mata_e_hameed@yahoo.com
سب آفس: مطب حمید مشہور دواخانہ گرین بلڈنگ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
Tel:055-4218534-4219065
E-mail:matahabmeed@hotmail.com

FD-10

پرس، سکول بیگ، کالج بیگ، اٹیچی اور سفری بیگ کی تمام ورائٹی دستیاب ہے
دولت BAGS
ملک مارکیٹ۔ ریلوے روڈ ربوہ 0333-6708827

مغل پراپرٹی آفس پروپرائٹر: عبدالہادی
مکان پلاٹ وغیرہ کی خرید وفروخت کا با اعتماد آفس
کالج روڈ دارالبرکات ربوہ فون آفس: 047-6215171
موبائل: 0333-6706641, 03336714012

مغل بینکویٹ ہال
ایک نام | ایک معیار | مناسب دام
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
کشادہ حال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,0333671631

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
اٹک پٹرولیم
احمدی بھائیوں کا اپنا پٹرول پمپ
جنریٹر کی سہولت | نئی انتظامیہ کے ساتھ
احمد نگر نزد ربوہ۔ سرگودھا فیصل آباد روڈ رابطہ: 0321-7715564,0300-8403289

BETA®
PIPES
042-5880151-5757238